New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
سب موسم ہیں پیار کے
از آفرین عمران
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب موسم ہیں پیار کے

(پارٹ 2)

تحریر آفرین عمران

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اس کی نظریں اس سمت اٹھیں اور ساکت رہ گیئں جہاں وہ دونوں دنیا جہاں سے بیگانہ ایک دوسرے میں کھوے تھے اور جیسے دونوں کو ہی کسی اور کی ضرورت نہ تھی کہ ایک دوسرے کی سنگت میں بیحد خوش اور مطمئین لگ رہے تھے. بے تکلفی سے باتیں کرتے ہنستے مسکراتے جیسے ان دونوں کے علاوہ وہاں کوئی اور موجود نہ ہو. مناہل کا ننھا سا دل ڈوب سا گیا. محبت وہمی ہوتی ہے اور اپنے ساتھ جہاں خوشی لیکر آتی ہے وہاں بے تحاشا خوف اور خدشے بھی لیکر اتی ہے اور ابھی تو اس نے اس محبت کا اظہار خود سے بھی ڈھنگ سے نہیں کیا تھا تو صائم کو بتانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور اب جہاں سے وہ دیکھ رہی تھی اس محبت میں تو پہلے ہی موڑ پہ جدائی آگئی تھی ابھی تو اس نے محبت کی خوشبو کو محسوس ہی نہیں کیا تھا کہ وہ پھول ہی مرجھا گئے ابھی تو محبت کی بہار نے دل کے آنگن میں ڈیرہ ڈالا بھی نہیں تھا کے خزاں نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے اور وہ احتجاج بھی نہ کر سکی تھی. صائم جن خاص نظروں سے سبرینہ کو دیکھ رہا تھا وہ مناہل کو یہ سمجھانے کے لئے کافی تھا کہ ان دونوں کے درمیان کچھ خاص ہے. وہ گم سم سی کیفیت میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی حتیٰ کے وہ دونوں ہی ایک دوسرے میں مگن ہنستے مسکراتے وہاں سے جا چکے تھے. وہ شاید اسی طرح بیٹھی رہتی اگر علوینہ اس کے سامنے چٹکی بجا کے اس کو اپنی سمت متوجہ نہ کرتی. وہ ایک دم چونکی

اور گھبرا کے علوینہ کی سمت دیکھا جو بغور اسے ہی دیکھ رہی تھی مگر اس کی خطرناک حد تک پیلی رنگت دیکھ کر علوینہ ایک دم گھبرا گئی اور اس کا نازک ہاتھ جو اس وقت سرد ہو رہا تھا تھام کر بولی, "

مناہل! کیا ہوا؟ تم ٹھیک تو ہو؟"

اور وہ جو اپنے آپ کو سمبھالنے میں ناکام ہو چکی تھی نڈھال اور روہانسی آواز میں بولی, "

علوینہ! پتا نہیں کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے."

اس کی خوبصورت بادامی آنکھوں میں نمی سی تھی. علوینہ نے ایک دم گھبرا کر اس کا شانہ تھاما اور کہا، "میرا خیال ہے گھر چلتے ہیں مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی."

کہتے ہوئے وہ جلدی جلدی کتابیں اور نوٹس سمیٹنے لگی جب کہ مناہل اس دوران گم سم اور نڈھال سی کیفیت میں خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر علوینہ نے ہی اسے سہارے سے کھڑا کیا اور بمشکل اسے پارکنگ تک لیکر آئی پھر اسی کے ساتھ وہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر پہنچی تھی. تمام راستے دونوں کے درمیان خاموشی رہی. مناہل قسمت کے اس کھیل پر حیران تھی جب کہ علوینہ یہ سوچ رہی تھی کہ اس کی حالت کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے اور جو وجہ اس کا دماغ اسے سمجھا رہا تھا اس پر اس کا دل اس نازک سی لڑکی کے لئے تڑپ اٹھا تھا جو اسکی بیحد پیاری دوست تھی جو بہت اچھی تھی جس پہ سب کو پیار آتا تھا تو اب وہ اداس تھی اور اسے یہ اچھا نہیں لگ رہا تھا. ان ہی سوچوں کے درمیان گھر آگیا, گاڑی گھر کے سامنے جا کر رکی تو اس کی سوچوں کو بریک لگے اور سامنے گھر کو دیکھ کر اس کا دل ڈوب کر ابھرا کہ وہ اس حالت میں گھر جائے گی تو گھر والے پریشان ہو جائیں گے۔ پھر وجہ پوچھی جائے گی اور کیا وہ وجہ بتا پاے گی نہیں شاید کبھی نہیں! وہ جذبہ جو اس نے خود سے بھی چھپا کے رکھا وہ سب کے سامنے کیسے عیاں کر دیا جائے نہیں! آخر عزت نفس بھی کوئی چیز ہے. وہ اپنی گہری سوچوں میں گم تھی جب علوینہ کہ نرم ہاتھ کا لمس اسے اپنے کندھے پہ محسوس ہوا وہ چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگی جو پریشانی اور فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی. اس کے دیکھنے پر کہنے لگی, "چلو مناہل! اندر چلتے ہیں."

مناہل نے بمشکل اپنے آپ کو سمبھالا اور غیر محسوس انداز میں اپنے چہرے پر ہاتھ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھیرا شاید یہ لاشعوری کوشش تھی اپنے چہرے سے اداسی اور رنج کے تاثرات مٹانے کی. وہ بے وجہ مسکرائی اور گاڑی سے باہر آگئی. گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے وہ علوینہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی,"

علوینہ! پلیز گھر میں کسی کو نہ بتانا."

علوینہ نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ وضاحت دیتے ہوئے بولی,

"میرا مطلب ہے میری خراب طبیعت کے بارے میں مت بتانا ورنہ تم کو پتہ ہے سب کتنا پریشان ہو جاتے ہیں."علوینہ کو افسوس ہوا مگر وہ کچھ کہ کر اس کے بھرم کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی تھی اسی لئے خاموشی سے سر ہلا دیا. وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتی اندر داخل ہوئی تھیں, ماما اور دادو لاؤنج میں ہی مل گیئں تھیں. ان دونوں کو اتنا جلدی آتا دیکھ کر حیران ہوئیں, ماما نے تو اپنی حیرانی کو زبان بھی دے دی,

"ارے! تم دونوں اتنی جلد آگیئں؟"

جواب میں علوینہ خوشدلی سے بولی,

"ارے آنٹی آج آپ کے ہاتھ کے بنے مزیدار کھانے کھانے کا جی چاہا تو میں آگئی."

کہتے ہوئے وہ دادو کے سامنے جھکی انھوں نے بالکل مناہل کی طرح اسے پیار کر کے دعا دی. پھر وہ ماما سے ملی اور ساتھ ہی مناہل کو تسّلی آمیز انداز میں دیکھا جب کہ ماما نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا,

اوہو بھئی تم کو انویٹیشن کی ضرورت کب سے پڑ گئی. "ان کی محبت پر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی تبھی بھابھی بھی وہیں چلی آئیں اور ان دونوں کو ہی ساتھ دیکھ کر وہ بھی خوش ہو گیئں اور علوینہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا,

‘‘اچھا کیا مناہل کے ساتھ تم بھی آ گیئں میں تو اتنی بور ہو رہی تھی.

‘‘جواب میں نے علوینہ سر گوشی میں کہا,

‘‘دائم بھائی اور طہٰ کے ہوتے ہوئے بھی آپ بور ہوتی ہیں اس کا مطلب ہے ایک عدد بھتیجی کا انتظام کرنا پڑیگا. "

اس کے شرارتی انداز پہ بھابھی جھینپی اور اس کو گھورتے ہوئے کہا,

‘‘شششش! بدتمیز!"

دادو سب کی نوک جھونک مسکراتے ہوئے سن رہیں تھیں انکی نظر بے تحاشا خاموش

بیٹھی مناہل کی سمت پڑی اور وہ اس کو مخاطب کرتے ہوئے فکر مندی س بولیں،

"بیٹا! مناہل کیا بات ہے؟ اتنی خاموش کیوں ہو؟"

ان کے اچانک سوال پر وہ قدرے گڑ بڑا گئی مگر فورا"ہی اپنے آپکو سمبھال کر ان کو جواب دیتے ہوئے کہا,

نن۔۔۔۔نہیں تو دادو میں شاید تھک گئی ہوں."

بھابھی اٹھتے ہوئے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولیں,

"چلو! تم دونوں فریش ہو کر آ جاؤ میں تب تک کھانا لگواتی ہوں."

مناہل ان کو منع کرنا چاہتی تھی کہ فی الوقت کسی چیز کا دل نہیں چاہ رہا تھا. بھوک پیاس بالکل ختم ہو گئی تھی مگر اس طرح منع کر کے وہ ان سب کو پریشان بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے مجبورا"ہی صحیح وہ ان سب کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئی.

آج کی رات اس پر بہت بھاری تھی وہ آنسو جو اس نے سب سے چھپا لئے

تھے مگر تنہائی میسسر آتے ہی وہ آنسو بہ نکلے۔ کہتے ہیں اگر آنسو اندر رہ جائیں تو زہر بن جاتے ہیں اور یہی زہر ایک ناسور بن کے ساری عمر کا روگ بن جاتا ہے اس لئے ان آنسوؤں کا بہ جانا ہی بہتر ہے وہ اپنے دل کا درد ان آنسوؤں کے ذریئے بہا رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنے آپ سے یہ عہد دوہرا رہی تھی کہ دل کو بہلانا ہے سمجھانا ہے گو یہ انتہائی کٹھن ہو گا مگر اس کی ابتدا ابھی سے کرنی ہے تاکہ اس شکستہ حال محبت کا بھرم رہ جائے۔ وہ جانتی تھی کہ علوینہ اس کی حالت سے اندازہ لگا چکی ہے کہ اس کے پیچھے اصل وجہ کیا ہے مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ اچھی دوست ہونے کے ناطے اس کا بھرم رکھے گی اس کا ساتھ دیگی اور اس کا مان ٹوٹنے نہیں دے گی اور بحیثیت دوست وہ یہی چاہتی تھی کہ دوستی کے رشتے میں بے لوث محبت ہی اچھی لگتی ہے اگر اس میں ہمدردی کا جذبہ شامل ہو جاے تو پھر اس دوستی کی اہمیت اور وقعت باقی نہیں رہتی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی دوستی بے وقعت ہو۔ اس کے لئے وہ علوینہ کی شکر گزار تھی کے اس نے کچھ بھی ظاہر کئے بغیر اسکو تسلی بھی دی اور اس کا مان بھی رکھا مگر تنہائی ملتے ہی اسے نہ خود پہ اختیار رہا نہ ہی اپنے آنسوؤں پہ رات بھیگتی رہی اور ساتھ اس کا تکیہ بھی اور اسی طرح روتے روتے نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

اور پھر کئی دن اسی طرح خاموشی سے گذر گئے اس کا دل پڑھائی, گھر حتیٰ کے فیملی سے
بھی اچاٹ ہو گیا تھا اور اس سے اس کا روز مرہ روٹین بھی متاثر ہو رہا تھا. اب تو سب
نے اس کو ٹوکنا بھی شروع کر دیا تھا گو اس کی شعوری کوشش یہی ہوتی تھی کے اس
کے کسی رویے سے یہ ظاہر نہ ہو کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے مگر لا شعوری طور پہ
وہ بیحد ڈسٹرب تھی اسی لئے کسی کام میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا, پہلے کلاسز میں
اس نے گہرائی بھی سب نے یہ بات نوٹس کی تبھی اساتذہ نے اسے ٹوکا اور پھر گھر میں
سے اس کی ذہنی سے اپنا جائزہ لیا اس سے یہی سمجھ آیا کہ جو کچھ وہ کر رہی ہے اس
حالت سب پہ ظاہر ہو رہی ہے اور اسکی ذہنی اور قلبی حالت ظاہر ہونے کا مطلب یہ تھا
کہ اس ان کہے سچے جذبات جو اس نے اپنے آپ سے بھی چھپا کر رکھے تھے انکی تشہیر
ہو جانا اور یہ اس کو کسی صورت گوارہ نہ تھا کہ ایسا ہونا اسے اپنی نظروں میں بے وقعت
کر دیتا اس سب کا اس نے یہی حل نکالا کہ اپنے آپکو بیحد مصروف کر لیا. پڑھائی کا تو
بہانہ بھی سچ تھا کہ آجکل پڑھائی اپنے عروج پر تھی جب کہ یونیورسٹی آنے جانے کے

لئے اس نے علوینہ کو کہہ دیا جو خود بھی اپنے ڈرائیور کے ساتھ جاتی تھی. گھر میں بابا ماما اور دادو نے اس بات پہ اعتراض بھی کیا کہ جب گھر میں صائم موجود ہے جو اس کو با آسانی پک اینڈ ڈراپ کر سکتا ہے تو پھر علوینہ کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے مگر اس نے رسانیت سے سب کو یہی سمجھا دیا کہ صائم سے اس کے ٹائمنگ بالکل میچ نہیں کرتے اور علوینہ اس کو آسانی سے پک اینڈ ڈراپ دے سکتی ہے تو انھوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو اجازت دے دی جہاں تک رہ گیا صائم کا تعلق اس سے سامنا نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا اس نے اپنا ٹائم ٹیبل ہی اس طرح سیٹ کیا تھا کہ اس کے ٹائمنگز صائم کے ساتھ میچ نہ ہوں اس سب میں اس نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ گھر والوں کو کسی طرح یہ احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ یہ سب کچھ جان بوجھ کے کر رہی ہے باقی سب کے ساتھ اس کا روٹین وہی معمول کا تھا, دادو اور ماما سے لاڈ اٹھوانا, بابا کے ساتھ کسی بھی ٹاپک پہ لمبی ڈسکشن, دائم بھائی سے وہی گپ شپ اور لانگ ڈرائیو کی فرمائش, بھابھی کے ساتھ ہنسی مذاق اور گھر کے کاموں میں ہیلپ کروانا اور ۵ سالہ طٰہ کے ساتھ کیرم اور لوڈو کے میچز کھیلنا. اس مصروفیت سے کسی حد تک اس کو بہلا دیا مگر کبھی کبھی دل سے ایسی ٹیس اٹھتی جو اس کو نڈھال کر دیتی.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

——————آج گھر میں خلاف معمول سناٹا تھا کہ جنید ہمدانی بزنس کے سلسلے میں دائم بھائی کے ساتھ اسلام اباد گئے تھے دادو اور ماما کسی ملنے والوں کے گھر اور نگین بھابھی اپنی امی کے گھر گئیں تھیں جب کہ صائم ابھی تک لوٹا نہیں تھا. وہ شاور لیکر نکلی تھی بالوں میں برش کرتے ہوئے بڑی سی گلاس ونڈو سے کرٹن ہٹا کر باہر لان میں جھانکا تو رنگ برنگ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو اور خوشگوار ہوا نے اس کو خوش آمدید کہا. پھولوں کی خوشبو اس کی سانسوں میں گھلی اور ہوا نے اس کے چہرے کو چھوا اور ایک خوشگوار احساس نے اسے اپنے حصار میں لے لیا. لبوں پہ بیساختہ خوبصورت مسکراہٹ ٹھہر گئی۔اس کا بیساختہ جی چاہا کہ وہ باہر جا کر موسم کی خوبصورتی کو محسوس کرے. اس خیال کے آتے ہی وہ جلدی سے اپنا دوپٹہ سنبھالتی بیڈروم سے باہر آئی، کچن میں جا کر اپنے لئے چائے بنائی اور پھر لان میں چلی آئی. آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوئے چائے کے ساتھ ڈھلتی شام کی خوبصورتی بھی انجوائے کر رہی تھی بڑے دن بعد وہ اپنے سابقہ موڈ میں آئی تھی. تبھی گلابی رنگ کے گلاب نے اس کی توجہ سمیٹ لی، وہ مسکراتے ہوئے گلاب کی باڑھ کے پاس چلی آئی اور ہاتھ بڑھا کے اس کی نرماہٹ محسوس کی پھر اسی بیساختگی سے چہرہ اس گلاب کے نزدیک

لے جا کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتار لیا. ایسا کرنے سے اس کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی اور اس پھول کی تازگی اندر تک اتر گئی۔ وہ اتنی مگن تھی کہ صائم کے انے کا پتا ہی نہیں چلا. جب کہ وہ پورچ میں اپنی بائیک کھڑی کرتا اسے لان میں دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا اتنے دن سے اس کا گریز محسوس کر رہا تھا مگر پوچھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا اور آج اتنے دن بعد وہ اسے نظر آئی تو جیسے منظر کی خوبصورتی میں جان پڑ گئی. وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا ئی پنک , گرین اور وائٹ کنٹراسٹ کا خوبصورت پرنٹڈ سوٹ اور وائٹ ٹراوزرز اور ساتھ میں اسی پرنٹ کا بڑا سالان کا دوپٹہ پہنے گھنے ڈارک براؤن بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑے وہ اس منظر کا ہی حصّہ لگ رہی تھی تبھی وہ پلٹی اور اسے اپنے سامنے دیکھ کر ٹھٹھک سی گئی, دل اتنا زور سے دھڑکا کہ اس کی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی ہتھیلیوں میں نمی اتر آئی اور ہاتھ میں تھاما مگ لرز گیا. وہ جو اس کی سمت متوجہ اس کے پلٹتے ہی وہ مضبوط قدموں سے چلتا اس کے سامنے آٹھہرا. وہ جو نروس سی کھڑی تھی اس کے نزدیک آنے پر دو قدم پیچھے ہو گئی جب کہ وہ اطمینان سے بولا,

"کہاں غائب ہو تم آج کل ؟"

www.neweramagazine.com

اس کے متوقع سوال پر مناہل نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھائیں وہ اسی دوستانہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا مناہل کے دل میں ٹیس سی اٹھی اور وہ سوچے بنا نہ رہ سکی کہ میں تو وہیں ہوں مگر شاید آپکو آگے جانے کی جلدی تھی. سوچتے ہوئے اس کے گلابی مائل ہونٹوں پہ تلخ مسکراہٹ پھیل گئی مگر جب وہ بولی تو لہجہ معتدل تھا,

"یہیں ہوں مجھے کہاں جانا ہے."

لہجہ نارمل تھا مگر الفاظ ایسے تھے کہ وہ ٹھٹھک سا گیا, بغور اسے دیکھا جواب خاموش کھڑی ہونٹ کچل رہی تھی پھر اس کا ہاتھ تھام لیا, مناہل نے سٹپٹا کر اسے دیکھا مگر وہ اطمینان سے اس کا ہاتھ تھامے لان چیئر کی طرف لے آیا اس کو ایک چیئر پہ بیٹھا کے خود دوسری چیئر گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اس تمام عرصے میں مناہل نے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا. وہ چند لمحے اس کی سمت دیکھتا رہا پھر بولا,

"ہاں اب بتاؤ؟"

اسنے ایک گہرا سانس لیا اور کہا,

"کیا بتاؤں؟" وہ اس کی سمت دیکھنے سے گریز کر رہی تھی جب کہ وہ اسی رسانیت سے

بولا,"

تم مجھے ایوائڈ کر رہی ہو. کیا ناراض ہو مجھ سے؟"

اس کا دوستانہ لہجہ مناہل کو اندر سے توڑ رہا تھا, ملامت کر رہا تھا. مگر وہ اس دل کا کیا کرتی جو اس کی محبت کا دم بھرتا تھا. وہ اس دل کے ضدی پن سے ڈرتی تھی کہ کہیں اس کی ایسی کوئی حرکت اسے رسوانہ کر دے. اپنی عزت نفس اسے سب سے زیادہ عزیز تھی اور وہ کسی قیمت پر اسے داؤ پہ نہیں لگا سکتی تھی. اس کے لئے اسے اپنے دل کو سمجھانا تھا جس کے لئے اسے کچھ وقت درکار تھا. وہ اسی طرح خاموش رہی تو صائم نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا اور اس کی خوبصورت گھنی پلکوں والی بادامی آنکھیں اسکی روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے مل گئیں مناہل کے دل زوروں سے دھڑکنے لگا جب کہ وہ حلاوت سے بولا,

"مناہل!"

اس پکار پہ مناہل کا دل ٹھہر سا گیا, اسے لگا کہ اگر وہ کچھ دیر اور اس کے سامنے بیٹھی رہی تو اپنا بھرم کھو دے گی مگر وہ اسی نرمی سے کہنے لگا,

"کیا بات ہے؟ کوئی بات ہوئی ہے یا میری کوئی بات بری لگی ہے جو تم اس طرح بیہیو کر رہی ہو؟"

مناہل نے نظریں جھکائے جھکائے نفی میں سر ہلا دیا وہ ابھی بھی اس کی سمت دیکھنے سے گریز کر رہی تھی, آنکھوں سے نمی چھلکنے کو تیار تھی اور وہ ان آنسوؤں کو اس سے چھپانے میں ہلکان ہو رہی تھی تبھی وہ اس کو نرمی سے مخاطب کرتے ہوئے بولا,

"مناہل! یار ایسے تو مت کرو جو بھی مس انڈرسٹینڈنگ ہے اسکو کلیر کرو یہ کیا تم بچوں کی طرح ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہو."

اس سوال پہ وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگی.,

"میں ناراض نہیں ہوں."

اس نے حتی الامکان لہجے کو سرسری رکھنے کی کوشش کی جب کہ وہ کہہ رہا تھا,

"ناراض نہیں ہو تو علوینہ کے ساتھ یونیورسٹی کیوں جا رہی ہو."

اس نے براہ راست سوال کیا اور وہ جو اپنا اعتماد بحال کر چکی تھی اسی اعتماد کے ساتھ کہنے لگی,

''آپ کے اور میرے ٹائمنگز میچ نہیں کرتے اور میں نہیں چاہتی کے میری وجہ سے آپ کو پرابلم ہو."

کہتے ہوے اس کی روشن آنکھوں میں دیکھا وہ بھی اس کو بغور دیکھ رہا تھا نرم لہجے میں بولا,

''کم آن مناہل! تم کو کالج اور اب یونیو سٹی میں ہی تو پک اینڈ ڈراپ دیتا ہوں تو اب کیا ہوا ہے؟''

اس نے بمشکل اپنے آپکو سمبھالتے ہوے مسکرا کے کہا,''آپکا فائنل ائیر ہے آپکو اسٹڈی پہ کنسنٹریٹ کرنا چاہیے اور پھر پک اینڈ ڈراپ کرنے میں کتنا ٹائم ویسٹ ہوتا ہے اور علوینہ ہے تو مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے."

کہتے ہوئے قصدا" مسکرائی وہ بغور اسکی تاویل سن رہا تھا گہرا سانس لیکر کہنا لگا,

''آر یو شیور؟''گو دل اسکی تاویل ماننے پہ راضی تو نہیں تھا مگر وہ اسکو ٹائم دینا چاہتا تھا کہ اگر اس کے دل میں کچھ ہے تو وقت کے ساتھ بھر آجاے گا اس کے سوال سے زیادہ وہ اس کی نظروں سے نروس ہو رہی تھی اسی لئے بمشکل مسکراتے ہوے بولی,

"پوزیٹو!"

جواب میں اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا,

"ابھی تو تمہاری اس ایکسکیوز کو مان لیتا ہوں مگر اب اگر تم نے مجھے ایوائڈ کیا تو پھر تمہارے کان کھینچنے پڑیں گے."

کہتے ہوئے اپنا سیل فون دھیرے سے اسکے سر پہ مارا۔اس کے ایسا کرنے پہ ایک مجروح مسکراہٹ مناہل کے ہونٹوں پہ ٹھہر گئی اور وہ اسی کیفیت کے زیر اثر پوچھنے لگی,

"اگر میں واقعی آپ سے ناراض ہو جاؤں تو آپکو میری ناراضگی کی پرواہ ہو گی؟"

صائم نے چونک کر اسے دیکھا وہ وائٹ للی پہ نظریں جمائے ہوئے تھی اور سنجیدگی سے کہا,

"اف کورس مناہل! ایسا تم نے سوچا بھی کیوں مجھے تمہاری اور تمہاری ناراضگی دونوں کی پرواہ ہے اب تو مجھے واقعی ایسا لگ رہا ہے کہ تمہارے دل میں میری طرف سے کوئی ناراضگی ہے."

اب وہ فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا اس نے گہرا سانس لیا اور دانستہ کوشش سے

مسکرائی اور کہا, ''صائم ایسی کوئی بات نہیں ہے بس میں ایسے ہی پوچھ رہی تھی ذہن میں تو کوئی بھی خیال آسکتا ہے نا!''

وہ معصومیت سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی. صائم اسے بغور سن رہا تھا اس کی بات پہ مسکرایا اور کہا,

''آل رائٹ ! تم کہہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں مگر کبھی تم میری طرف سے کبھی بدگمان ہو تو بجائے مجھ سے ناراض ہونے کے ڈائریکٹ اکر بات کر واوکے !"

بات کے اختتام پر اس سے بھی پوچھا مناہل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھیکے سے انداز میں مسکرادی اور اسکا سر تھپکتے ہوئے کہا,

''گڈ گرل !''

ابھی مزید کچھ کہتا کہ اس کے سیل فون پہ کال آنے لگی اور وہ اس سے معذرت کرتا اندر کی سمت بڑھ گیا اور اس نے جیسے تھک کے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹیک دیا. ذہن بالکل خالی تھا اور آنکھیں بنا کسی خیال کے آسمان پہ ٹکی تھیں.

———————وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ کے سامنے لان میں بیٹھی پورے انہماک سے نوٹس بنارہیں تھیں جب زین اور شہیر بھی وہیں چلے آے. زین نے خوشدلی سے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوے کہا,

"ہیلولیڈز ز!"

اسکی آواز پران دونوں نے بیک وقت سر اٹھا کر دیکھا, مناہل کے چہرے پر خیر مقدمی مسکراہٹ آگئی جب کہ علوینہ نے سنجیدگی سے سر جھکا کے توجہ نوٹس پہ لگادی. مناہل نے ان دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوے کہا,

"ارے! آپ دونوں یہاں؟"

زین نے آنکھوں سے پہلے شہیر کی سمت اشارہ کیا پھر علوینہ کی سمت مناہل سمجھ کے مسکرائی اور پھر اسی خوشدلی سے کہا,

"آیئں بیٹھیں."

اور وہ دونوں اس کی افر فورا" قبول کرتے بیٹھ گئے, شہیر نے علوینہ کے جھکے سر کو دیکھا پھر مناہل کو. مناہل نے مسکراتے ہوے سر جھکا لیا زین نے گھور کے شہیر کو

دیکھا اور اشارے سے کہا کہ "بات کرو." شہیر نے نفی میں سر ہلایا اور زین

نے اسکو آنکھیں دیکھایں اور وہ جیسے مجبورا" بولا,

"کیا پڑھ رہیں ہیں آپ دونوں؟"

سوال بظاھر دونوں سے تھا مگر وہ دیکھ علوینہ کو رہا تھا. علوینہ کو بھی شاید اسکی نظروں کا

اچھی طرح اندازہ تھا اسی لئے اس نے نظریں اٹھا کر اسکی سمت دیکھتے ہوے کہا,

"ایم بی. اے کے اسٹوڈنٹ کو لٹریچر کی کیا سمجھ."

اسنے ایک عام سی بات کہی تھی مگر شہیر کی جیسے دل کی کلی کھل

گئی, اسنے مسکراتے ہوے کہا,

"یہ تو آپ زیادتی کر رہیں ہیں."

علوینہ نے حیران نظروں سے اسے دیکھا اور کہا,

"وہ کیسے؟"

جواب میں اس نے رسانیت سے کہا,

"اب دیکھیں نا! ایم بی اے کے اسٹوڈنٹ کا تو میوزک سے بھی کوئی تعلق نہیں

ہے مگر لوگوں کا خیال ہے کہ میں گٹار بہت اچھا پلے کر لیتا ہوں. اسی طرح لٹریچر بھی آرٹ کی ہی ایک فارم ہے اور مجھے اس میں بھی خاص انٹرسٹ ہے۔"

کہتے ہوئے اسکی بڑی بڑی خوشنما آنکھوں میں جھانکا مگر وہ بھی علوینہ تھی اتنی جلدی کسی سے امپریس نہیں ہوتی تھی اسی لئے اپنے مخصوص پر اعتماد انداز میں بولی,

"ویسے لوگوں کی باتوں پہ زیادہ اعتبار نہیں کرنا چاہیے یہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ گٹار اچھا پلے کرتے ہیں مگر میرا خیال ہے انسان کو خود اپنا پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کہاں اسٹینڈ کرتا ہے اس کا کونفیڈینس ہی اس سے اچھا یا برا پرفارم کرواتا ہے اور میرے خیال میں انسان میں سب سے امپورٹنٹ چیز اس کا کونفیڈینس ہوتا ہے."اس نے خاصا تفصیل سے جواب دیا اور اس کے انداز پر زین نے آنکھیں کھول کے پہلے اسے دیکھا پھر علوینہ کو جب کہ مناہل سر جھکائے مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی. مگر دوسری طرف بھی ایم بی اے ڈیپارٹمنٹ کا ٹاپ ٹین پوزیشن ہولڈر تھا اس نے اپنے مخصوص بردبار انداز میں کہا,

"میں تو کسر نفسی سے کام لے رہا تھا کہیں آپ یہ نہ سوچیں کہ میں اپنے منہ سے اپنی تعریف کر رہا ہوں انفکٹ آپ اب ہمارے گھر آتی نہیں ہیں اس لئے آپکو پتہ نہیں

ہے کبھی ہمارے یہاں آیئں تو آپکو اپنی لائبریری دکھاؤں گا اس میں لٹریچر سے ریلیٹڈ خاصی کتابیں موجود ہیں."

ساتھ ہی اس نے بچپن کا حوالہ دیا جب وہ سب فرینڈز کسی نہ کسی کے گھر اکھٹا ہو کر خوب کھیلا کرتے تھے کہ سب کے گھر پاس پاس تھے, سب ہی ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے اور سب سے زیادہ سب کی فیملیز کے آپس میں گہرے تعلقات تھے مگر ٹائم کے ساتھ علوینہ اور مناہل کا ان سب کے ساتھ اکھٹا ہو کر کھیلنا کم ہو گیا تھا علوینہ نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا, "

الرائٹ! آؤنگی کسی دن آپکی وہ لائبرری دیکھنے."

کہتے ہوئے قدرے مسکرائی جب کہ اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا اور کہا, "شیور! اپنی ٹائم!"

جواب میں کوئی کچھ کہتا کہ صائم کی آواز نے سب کو اپنی سمت متوجہ کر لیا, "

"ہیلو ایوری ون!"

ان سب کے سر ایک ساتھ اس کی سمت گھوم گئے اور اس کے مسکراتے وجیہ چہرے

سے ہوتی سب کی نظریں اس کے ساتھ کھڑی سبرینہ کے چہرے پہ جم گیئں. مناہل کی حالت سب سے جدا تھی وہ ساکت سی اس کے چہرے پہ نظریں جمائے ہوئے تھی, دل کی دھڑکن بیحد مدھم تھی. دل کو ابھی سمجھایا بھی نہیں تھا, دل تو ابھی سنبھلا بھی نہیں تھا کہ وہ ہو گیا جس سے وہ بچنا چاہ رہی تھی مگر کب تک وہ اس سچ سے فرار حاصل کر سکتی تھی ایک نہ ایک دن تو اس سچ سے سامنا ہونا ہی تھا تو پھر آج کیوں نہیں؟ اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا اور دماغ کو حاضر کر کے ان سب کی سمت متوجہ ہوئی. صائم سب سے سبرینہ کا تعارف کروا رہا تھا اور پھر سب سے آخر میں وہ اس کی سمت آیا جہاں وہ بیٹھی تھی اور سبرینہ سے کہا,

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور یہ مناہل ہے جس کے بارے میں میں نے تم کو بتایا تھا۔"

سبرینہ نے مسکراتے ہوئے صائم سے کہا,

"ہاں مجھے یاد ہے تمہاری وہ کزن جس کے پیرنٹس نہیں ہیں اور جو تمہارے گھر میں رہتی ہے."

کہتے ہوئے مناہل کو دیکھا جس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔ بظاھر اس نے عام سی بات کہی تھی, چہرے پہ بھی مسکراہٹ تھی مگر لہجہ کہیں بیحد چبھن لئے ہوئے تھا جو مناہل

کے دل میں ترازو ہو گیا. اس نے نم آنکھیں اٹھا کے صائم کو دیکھا جو خود بھی حیران سا سبرینہ کو دیکھ رہا تھا جیسے امید نہ ہو کہ وہ اس طرح کہہ دے گی باقی سب بھی حیرانی بلکہ ناگواری سے اسے دیکھ رہے تھے جب کہ مناہل صائم کو دیکھ رہی تھی بڑی بڑی بادامی آنکھوں میں آنسوؤں کی چادر تنی تھی جس سے اس کی گھنی گھنی پلکیں بھیگی سی تھیں جب کہ نظریں شکوہ کر رہیں تھیں کہ یہی تعلق تھا میرا اور تمہارا جب اسکا ضبط جواب دے گیا تو وہ تیزی سے اٹھی اور بنا کسی سے کچھ کہے اور بنا کسی کی سمت دیکھے صائم کے قریب سے گزر گئی, تبھی باقیوں کو ہوش آیا علوینہ نے اس کے پیچھے جاتے ہوے اسکو پکارا،

''مناہل! رکو سنو تو!"

مگر وہ رکی نہیں. صائم نے بھی ان دونوں کے پیچھے بڑھاے مگر سبرینہ نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا اور کہا,

''اسکو کیا ہوا ہے اور تم کہاں جارہے ہو؟''

جواب میں اس نے سنجیدگی سے کہا,

''تم کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا."

سبرینہ نے جواب میں اپنے مخصوص نخوت بھرے انداز میں کہا,

''میں نے ایسا کچھ نہیں کہا اب تمہاری کزن اتنی سینسیٹو ہے اور اس کو سچ بات اتنی بری لگی تو میں کیا کروں."صائم نے حیرانی سے اسکو دیکھا جیسے یقین نہ آیا ہو کہ یہ وہی سبرینہ ہے جس کی پلیزنٹ پرسنیلٹی اس کو لاکھوں میں ممتاز کرتی تھی. حیرانی سے باہر اتے اس نے کہنا چاہا,

''یو نو وہاٹ؟''

پھر بات ادھوری چھوڑ دی اور کہا,

''فارگیٹ اٹ.!"

کہتا ہوا اس طرف چلا گیا جس طرف مناہل گئی تھی. وہ تیزی سے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا وہ اسے کاریڈور کے اخری کونے پر واش روم کے پاس,علوینہ کے ساتھ کھڑی نظر آگئی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس اسطرف آیا اور اس کا گلابی چہرہ جو رونے کے وجہ سے سرخ ہو رہا تھا, بھیگی بھیگی نم پلکیں دیکھ کر تاسف میں گھر گیا

علوینہ جو مناہل کو تسّلی دے رہی تھی, صائم کو دیکھ کر لب بھینچ گئی۔صائم مناہل کے سامنے جار کا وہ اسکو اپنے نزدیک دیکھ کر نظروں کے ساتھ سر بھی جھکا گئی صائم نے بے بسی سے اس کے بھیگے رخسار دیکھے پھر آہستگی سے اس کے نرم نازک ہاتھ تھام لئے جب کہ وہ اس کے ایسا کرنے پر گھبرا کے ارد گرد دیکھنے لگی. وہ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے اس سے کہہ رہا تھا, ''سوری مناہل! سبرینہ کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتا ہوں. "

مناہل کے ہونٹوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور کہا,

''آپ معافی کیوں مانگ رہے ہیں؟''

کہتے ہوئے گھنی پلکیں اٹھا کر صائم کی سمت دیکھا, اس کی خوبصورت آنکھوں میں عجیب سا درد ہلکورے لے رہا تھا. وہ چند لمحے ان آنکھوں میں دیکھتا رہا وہ خاموش کھڑی ہونٹ کاٹ رہی تھی مگر علوینہ سے اس کی یہ کیفیت برداشت نہیں ہو رہی تھی ،اسکا ضبط ایک دم ہی جواب دے گیا اور وہ تنک کے بولی,

''بالکل! تم کو مناہل سے معافی مانگنے کے بجائے اس سبرینہ کو جا کر بولنا چاہیے جسے بات کرنے کی بالکل تمیز نہیں ہے. "

صائم نے مناہل سے نظریں ہٹا کر علوینہ کو دیکھا تبھی مناہل نے روئی روئی دھیمی آواز میں کہا,

''پلیز علوینہ !"

جواب میں وہ اس کو بھی سمجھاتے ہوئے بولی,''

تم تو چپ رہو, تم نے اس کی بکواس سن کیسے لی میں ہوتی تو محترمہ کو اچھی طرح سناتی کہ دماغ درست ہو جاتا."

صائم جو علوینہ کی ساری بات تحمل سے سن رہا تھا اور جانتا تھا کہ وہ صحیح کہہ رہی ہے مگر وہ بات بڑھانا نہیں چاہتا تھا اسی لئے تحمل سے بولا,

''علوینہ میں مانتا ہوں غلطی سبرینہ کی ہے میں ایکسکیوز کر رہا ہوں مگر تم بھی اب بات مت بڑھاؤ."

علوینہ نے مناہل کو دیکھا جو اس کو ملتجی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر ایک تیز نظر صائم پر ڈال کر کلاس کی سمت بڑھ گئی. وہ مناہل کی سمت متوجہ ہوا اور کہا,

''تم نے میری سوری ایکسیپٹ کرلی."

جب کہ وہ اس کے معذرت کرنے پر شرمندہ سی ہو کر بولی,

''ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ سوری مت بولیں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے مجھے بھی اتنا سینسیٹو نہیں ہونا چاہیے تھا."

صائم نے نظر بھر کے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جب کے اس نے نظریں جھکائے جھکائے پوچھا,

''میں جاؤں ؟''

وہ اس کی آواز پہ چونکا اور کہا,"

''ہمم !

جواب میں وہ دھیمی آواز میں بولی,"

میری کلاس ہے. مجھے جانا ہے."

صائم نے ایک نظر اس کو دیکھا پھر اس کے ہاتھ کو جو اس کی گرفت میں تھا اور خفیف سا ہو کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جب کہ وہ تیزی سے پلٹ کے کلاس کے اندر چلی گئی۔

———————آج سنڈے تھا اور سب ہی گھر پہ تھے سوائے صائم کے, وہ جانتی تھی کہ وہ کہاں ہے مگر اس نے اس خیال کو جھٹک کے اپنے آپ کو سب کے ساتھ مصروف رکھا تھا ابھی بھی وہ دادو کے بیڈروم میں کارپٹ پہ بیٹھی طہٰ کے ساتھ لڈو کھیل رہی تھی جب کہ دادو مسکراتے ہوئے ان دونوں کا گیم انجوے کر رہی تھیں جبھی نگین بھابھی وہاں چلی آئیں اور دادو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

''شکر ہے دادو آج مناہل کی شکل تو نظر آ رہی ہے ورنہ تو اس کو کتابوں کے ڈھیر میں ڈھونڈنا پڑتا ہے."

ان کے انداز پر مناہل کے ساتھ ساتھ دادو بھی مسکرا دیں اور انکو جواب دیتے ہوئے کہا,

''اس نے کہاں جانا ہے مگر وہ تمہارا چہیتا دیور کہاں ہے؟ صبح کے بعد سے نظر ہی نہیں آیا."

اس ذکر پر مناہل کا دل زور سے دھڑکا وہ بمشکل اپنا دھیان گیم کی طرف دوبارہ لگا پائی. بھابھی دادو کی تسّلی کرواتے ہوئے بولیں,"

"دادووہ تو شہیر اور زین کے ساتھ گیا ہے۔

"اور واپسی کب ہو گی؟"

دادو یہ تو نہیں بتا کر گیا اگر آپ کہیں تو اسے کال کر کے پوچھ لوں۔"

انھوں نے دادو کی تسسلی کی خاطر پوچھا۔جواب میں وہ منع کرتے ہوے کہنے لگیں،

"نہیں رہنے دو مگر آج یہ آے تو اس کے کان ضرور کھیچنے ہیں۔"

بھابھی نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا اور مناہل کی سمت متوجہ ہوتے ہوے کہا،

"مناہل! یاد ہے نا تمہیں میرے ساتھ شاپنگ پر چلنا ہے۔"اور وہ جو بھول چکی تھی ان کی یاد دھیانی پر انکو دیکھنے لگی۔بھابھی نے اس کے انداز پر تنبیہہ کرتے ہوئے کہا،

"اب یہ مت کہنا کہ تم بھول گیئں۔"

جواب میں اس نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوے کہا،

"بھولی تو نہیں ہوں مگر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی اور دن چلیں۔"

اس نے منّت بھرے انداز میں ان کو دیکھا مگر وہ کوئی ایکسکیوز سننے کے موڈ میں نہیں

تھیں اسی لئے رعب سے کہا,

"جی نہیں! ایسا بالکل نہیں ہو سکتا کہ آپ بھی صائم کی طرح کم کم ہی ہاتھ آتی ہیں."

اس حوالے پر اس کے دل سے ایک ٹیس اٹھی مگر وہ بمشکل مسکرائی جب کہ بھابھی بات اگے بڑھاتے ہوئے بولیں,

"مناہل ڈیر ڈرائیں گروم اور لاونج کے کرٹنز اور صوفہ کورز چینج کرنے ہیں گھر کی اور بھی کتنی چیزیں ہیں جو لینی ہیں اور یہ کام میں اکیلے نہیں کر سکتی اس کے لئے تمہاری رائے بیحد اہم ہے."

بظاہر بہت عام سی بات تھی مگر انھوں نے جس طرح ماں سے کہا تھا اور اس کی رائے کو اہم مانتے ہوئے اس کو چلنے کو کہا تھا یہ بات اس کا ڈھیروں خون بڑھا گئی تھی تبھی اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا,

"او کے بھابھی! ہم آج ہی چلیں گے."

بھابھی نے محبت سے اس کا گال تھپکا اور کہا,

"تھیٹس لائک آ گڈ گرل!"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے انداز پر وہ سرشار سی ہو کر مسکرا دی اور وہ اس کو ۳ بجے تک تیار ہونے کا کہہ کر خود بھی تیار ہونے چلی گئیں.

چھٹی کی وجہ سے سڑکوں کے علاوہ مال کے اندر بھی خاصا رش تھا. جلدی جلدی کرتے ہوئے بھی ان دونوں کو کافی دیر لگ گئی اور جب وہ دونوں سامان سے لدی پھندی مال سے باہر آئیں تو شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے. بھابھی نے شام گہری ہوتے دیکھ کر کہا,

"اوہ میرے خدا! اتنی دیر ہو گئی."

جواب میں مناہل شرارت سے بولی,"

اسی لئے دائم بھائی آپ کے ساتھ شاپنگ پہ نہیں آتے."بھابھی سامان گاڑی میں رکھوا رہیں تھیں بولیں,

''کیا مطلب؟'' مناہل اپنی شرارت کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگی,

''مطلب یہ کہ ایک بار آپ مال کے اندر چلی جائیں تو آپکو باہر نکالنا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ دائم بھائی سے زیادہ بہتر کون جان سکتا ہے."

بھابھی نے گھور کر اسکو دیکھا اور کہا, "تم پر بھی صائم کے اثرات ہوتے جارہے ہیں ،اپنے دائم بھائی کی بڑی طرفداری کررہی ہو کبھی اس بیچارے کا سوچا ہے جس سے تمہاری شادی ہو گی."

یہ بات اور صائم کا حوالہ مناہل کے دل پر برچھی بن کر لگی تھی وہ قصداً" رخ پھیر کر کھڑی ہو گئی اور ارد گرد نظر دوڑانے لگی تبھی سامنے سے صائم کی گاڑی گذری اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ ہنستی مسکراتی سبرینہ بیٹھی تھی.ان دونوں کو دیکھ کر مناہل کا دل ڈوبا.اس کی خاموشی محسوس کر کے بھابھی نے اس کی سمت متوجہ ہوئیں تبھی انکی نظر بھی سامنے سے گذرتی صائم کی گاڑی پہ اور اس میں صائم کے ساتھ بیٹھی طرحدار اور خوبصورت سی لڑکی پہ پڑی جو ان کے لیے حیرانی کا باعث اس لیے تھی کے اس سے پہلے صائم کے گروپ میں لڑکیاں تو ہوتی تھیں مگر اس طرح کسی لڑکی کے ساتھ نظر آنا پہلی بار ہوا تھا وہ خود کلامی کے انداز میں کہہ رہیں تھیں،

"صائم کے ساتھ کون ہے؟"

مناہل کا دل دھڑکا مگر وہ ایسے بن گئی جیسے دیکھا ہی نہ ہو تبھی بھابھی نے اس سے پوچھ لیا, "تم نے دیکھا صائم کو؟" گو وہ اپنے دل کو سنبھال چکی تھی مگر ان کے پوچھنے پر پھر گڑبڑا گئی اور کہا,

"ج ج....جی نہیں!"

بھابھی کا دھیان شاید ابھی بھی صائم کی طرف تھا اسی لئے بے دھیانی میں سر ہلا دیا اور گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ دونوں اپنی جگہ خاموش اپنی اپنی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں.

وہ جب سے شاپنگ سے واپس آئی تھی تب سے ادھیڑبن کا شکار تھی ابھی بھی کچھ سوچ کے اٹھی مگر دوبارہ بیٹھ گئی اور اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا. وہ سوچ رہی تھی اور سوچ سوچ کے پریشان ہو رہی تھی. جب کوئی سرا ہاتھ نہ آیا تو اس نے یہی سوچ کر اپنے آپ کو تسّلی دی کہ ایک نہ ایک دن تو یہ بات گھر میں سب کو پتہ چلنی ہی ہے اور اس پہ متفق

بھی ہونالازمی ہے تو پھر یہ سب سوچ کے پریشان ہونے کا کیافائدہ جب کہ اس سے آپکا تعلق بھی نہ ہو مگراس سب کے باوجود دل کو بے چینی سی لگی ہوئی تھی اوراسی بے چینی کے زیراثراس کی آنکھ نہ جانے کب لگ گئی.

وہ ابھی ابھی یونیورٹی سے آئی تھی ارادہ تھا کہ دادو,مامااوربھابھی کوسلام کرکے فریش ہونے جائے گی اس کے اندازے کے مطابق مامااوربھابھی اس وقت کچن میں تھیں وہ بھی کچن کی سمت آگئی مگر دادو کی کچن میں موجودگی اس بات کوثابت کررہی تھی کہ ضرور کوئی ایمپورٹینٹ ڈسکشن چل رہاہے اوراس کادل جانتا تھاکہ بات کیاہورہی ہے اس کے پیر جیسے زمین نے جکڑ لئے نہ وہ اندر جاسکی اورنہ ہی واپس مڑ سکی. اندر سے بھابھی کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی جو کہہ رہیں تھیں,

‘‘میں تواس کوکسی لڑکی کے ساتھ دیکھ کرہی حیران رہ گی ٹھیک ہےاس کے گروپ میں بھی بہت سی لڑکیاں ہیں مگراس طرح کی بے تکلفی توکسی سے بھی نہیں ہے."

جواب میں دادو کی پرسوچ آوازسنائی دی,

''آج سے پہلے تو صائم نے کبھی اس طرح کسی لڑکی سے دوستی نہیں کی کہ اسے گھر والوں سے چھپانا پڑے."

جب کہ بھابھی ابھی بھی فکر مندی سے کہہ رہیں تھیں, ''مجھے تو وہ لڑکی اچھی خاصی تیز طرار لگ رہی تھی, میں نے مناہل سے بھی پوچھا مگر اس نے دیکھا ہی نہیں."

اس دوران ماما بالکل خاموش تھیں اور کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں جب دادو نے ان کو مخاطب کر لیا,

''سفینہ تم کیا سوچ رہی ہو؟''

جواب میں ماما کی روہانسی سی آواز سنائی دی,

''اماں! آپ جانتی ہیں نا کہ میں نے صائم کے حوالے سے ہمیشہ کیا سوچا ہے؟ اب اگر اس نے اس حوالے سے کچھ اور سوچا تو کیا ہو گا؟''

ان کے لہجے سے فکر مندی صاف جھلک رہی تھی جب کہ دادو ان کے مقابلے میں رسان سے کام لے رہیں تھیں اس لئے اپنے مخصوص رسانیت بھرے لہجے میں ان کو بھی سمجھاتے ہوئے کہنے لگیں,

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے بیٹا! اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے آخر ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں اسی حساب سے اتنا لبرل تو ہونا چاہیے کہ بچے اپنی خوشی سے کوئی فیصلہ کریں تو ہم اس کو بخوشی مان لیں."

جواب میں سفینہ مزید روہانسی ہو گئیں اور اسی لہجے میں کہنے لگیں,

"اسی لئے میں کہتی تھی کہ بچوں کو ہمارے فیصلے سے اگاہ کر دینا چاہیے اگر بچپن سے یہ بات ذہن میں بیٹھ جائے تو بچے بھی ایک بات پہ متفق ہو کر اپنا ذہن بنا لیتے ہیں مگر جنید نے کہا جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا."

بات کرتے کرتے ان کی آنکھوں میں باقاعدہ آنسو آ گئے, بھابھی ان کا شانہ تھام کر ان کو تسّلی دے رہیں تھیں جب کہ دادو کے چہرے پر فکر مندی کے اثار تھے اور باہر کھڑی مناہل کو ان کی الجھی الجھی باتیں سمجھ میں تو نہیں آ رہیں تھیں مگر یہ بات اس کے لئے باعث فکر تھی کہ ماما کو صائم کا اس طرح کسی لڑکی سے دوستی کرنا پسند نہیں آیا ہے اندر سے ابھی بھی ماما, دادو اور بھابھی کی باتوں کی آواز آ رہی تھی مگر وہ دل پر بوجھ لئے وہاں سے ہٹ گی.

---

www.neweramagazine.com

وہ گھر کے بیک سائیڈ پہ بنے پول میں پیر ڈالے بڑے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا, ایک ہاتھ سے باسکٹ بال ڈربل کرتا کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی مسکرانے لگتا. اس کے ہر انداز سے اس کی خوشی کا اندازہ ہو رہا تھا. تبھی مناہل نے کھنکھار کے اسے متوجہ کیا اور وہ ایک دم پلٹ کے اسے دیکھنے لگا اور کہا,

"اوہ تم ہو؟"

وہ آگے بڑھ آئی اور پوچھا,

"تو آپ کو کیا لگا کہ کون ہے؟"

کہتے ہوئے خود بھی پول میں پیر ڈال کے بیٹھ گئی اور ساتھ ہی کافی کا ایک مگ اسے تھما دیا صائم نے ایک نظر اسے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا،

"لگتا ہے تم کو بہت ضروری بات کرنی ہے تبھی پوری تیاری کے ساتھ آئی ہو."

جواب میں مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھا اور پوچھا,

"کیا مطلب؟"

اور وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے کہنے لگا,

"اس سے پہلے میرے کتنا کہنے پر بھی تم نے کبھی رات کو کافی بنا کر نہیں دی اور دادو سے شکایت کرنے کی دھمکی الگ اور آج تو خاص طور پہ خود کافی بنا کے لآئی ہو. کیا بات ہے؟ ویسے آپس کی بات ہے دادو کو جب پتہ چلے گا کہ رات کے اس ٹائم ہم دونوں نے کافی پی ہے تو کتنا ڈانٹیں گیں."

اس کا انداز سراسر شرارتی تھا, مناہل کے ہونٹوں پر بھی پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئ مگر وہ خاموشی سے کافی کے سپ لیتی رہی. وہ بھی خاموش تھا اور اس کے بولنے کا منتظر تھا. کچھ دیر بعد مناہل نے ہی اسکو مخاطب کیا,

صائم!"

جواب میں اس نے صرف اتنا ہی کہا,

"ہمم!"

جیسے چاہ رہا ہو کہ جو وہ کہنا چاہ رہی ہے بلا جھجھک کہے. مناہل نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا,

"آپ کو سبرینہ کے بارے میں گھر والوں کو بتا دینا چاہیے."

اس نے ایک دم سے کہہ دیا اور اس کی سمت دیکھا جو اطمینان سے بیٹھا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ چونک جائے گا یا پھر حیران تو ضرور ہو گا مگر ایسا کچھ نہیں ہوا, وہ اطمینان سے بیٹھا اس کی بنائی کافی کے سپ لیتا رہا وہ اس کے جواب کی منتظر خاموش سی بیٹھی تھی, دل میں ڈر بھی تھا کہ وہ پتہ نہیں اس کے بارے میں کیا سوچے. صائم نے کافی ختم کی اور مگ سائیڈ پہ رکھ کے اس کی سمت مڑا اور کہا,

"یار! اس میں بتانے والی کیا بات ہے."

مناہل نے اس کو حیرانی سے دیکھا جب کہ وہ لاپرواہی سے کہہ رہا تھا,

"جب وقت آئے گا بتا دوں گا."

جواب میں وہ سنجیدگی اور بردباری سے بولی,

"میرا خیال ہے یہی وقت مناسب ہے کہ آپ فیملی میں سب کو بتا دیں."

صائم نے سر گھما کے اس کی سمت دیکھا وہ از حد سنجیدہ لگی مگر وہ اسی انداز میں کہنے لگا جو اس کا خاصا تھا,

''میرے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اچانک ایسا کیا ہوا ہے جو میڈم مناہل سب کچھ چھوڑ کر مجھ سے اس ٹاپک پہ بات کرنے آئی ہیں؟''

مناہل نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا,

''کیوں کہ بھابھی نے آپ کو کل اس کے ساتھ دیکھ لیا ہے اور اگر بھابھی کو پتہ ہے تو ماما اور دادو کو پتا چلنا لازمی ہے."

اس بات پر وہ واقعی چونک گیا اور خاصے فکر مند انداز میں اس کو دیکھتے ہوئے بولا,"اوہ نو! یہ تو گڑبڑ ہو گئی۔''

کہتے ہے اسے دیکھا تو وہ فورا"بولی,

''میں نے انھیں کچھ نہیں بتایا."

جواب میں اس نے جھنجھلا کے کہا,

''اوہو! یہ میں نے کب کہا؟ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ان کو پتہ کیسے چلا؟''

جواب میں مناہل نے اس کو بتادیا کہ وہ اور بھابھی شاپنگ کے لئے گئیں تھیں اور وہیں انھوں نے اس کو سبرینہ کے ساتھ دیکھا تھا ساری بات سن کر صائم کے چہرے پر سوچ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی لکیریں گہری ہو گئیں جب کہ وہ سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی,

"اسی لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ گھر میں اپنے اور سبرینہ کے بارے میں ذکر کر دیں اس سے پہلے سب کو کسی اور ذریعے سے ان کے علم میں یہ بات آئے اور سب کی فیلنگ ہرٹ ہوں آپ خود یہ بات سب کو بتا دیں."

صائم نے کچھ سوچتے ہوئے اس سے کہا, "یار! بتا تو میں دوں مگر میں نے سبرینہ سے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی کیا اس نے کسی ایسی خواہش کا اظہار کیا."

مناہل نے حیرانی سے اسے دیکھا تو اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا,

"اصل میں وہ ٹیپیکل لڑکیوں کی طرح نہیں ہے بہت پریکٹیکل اپروچ ہے اس کی, شادی وغیرہ کا تو ہم دونوں میں سے کسی نے سوچا بھی نہیں."

مناہل اس کی بات بغور سن رہی تھی اس کی بات کے اختتام پر اس نے کہا,

"پریکٹیکل اپروچ کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ بندہ اپنی لائف یا اس سے متعلق کسی پہلو پہ نہ سوچے جب کہ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے گھر کا ماحول بہت لبرل ہے مگر اس کے باوجود بہت سے معاملات میں وہی روایتی سوچ ہے جو کہ ایک اچھی چیز ہے."

صائم اس کی بات غور سے سن رہا تھا یا کسی سوچ میں ڈوبا تھا وہ اندازہ نہ کر پائی اسی لئے ماحول کو ہلکا پھلکا رنگ دینے کے لئے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگی,

"ماما اور بابا کچھ اور نہ سوچ لیں اس سے پہلے آپ کچھ کر لیں ورنہ پھر نہ کہیے گا کہ خبر نہیں ہوئی."

اس کے مخاطب کرنے وہ پر سوچ انداز میں بولا,

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو."

پھر اس کی سمت دیکھتے ہوئے بولا,

"ویسے مناہل تم بہت سمجھدار ہو."

اس کمنٹ پر مناہل نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں وا کر کے اس کی سمت دیکھا اور مسکرا دی پھر اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولی,

"تعریف کا شکریہ."

اس کے انداز پر وہ بھی مسکرایا اور بولا,

"چلو پھر تمہارے مشورے پر عمل کرتے ہوئے سبرینہ سے بات کرتے ہیں."

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے کہنے پر مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا مگر بمشکل ہی سہی اس نے اپنے روتے کرلاتے دل کو سمجھالیا کے یہ سب اسی طرح ہونا ہے اور پھر ابھی تو پہلا مرحلہ ہے آئندہ تو اور بھی بہت کچھ ہوگا جس کے لئے اس کو دل اور ضبط دونوں بڑے کرنے ہونگے. یہی سب سوچ کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پول سے باہر آتے ہوئے بولی,

"بات بھی کریں اور گھر والوں سے بھی انٹروڈیوس کروادیں."

صائم نے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا جو سب کی خوشی کا سوچتی تھی اور مسکراتے ہوئے خود بھی پول سے باہر آگیا اور بولا,"

"ایز یو وش! یور ہائنس!"

اس کے انداز پہ وہ بھی مسکرائی اور اندر کی سمت بڑھ گئی وہ کچھ دیر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر خود بھی اندر بڑھ گیا.

وہ اسے کیفیٹیریا لے آیا تھا اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سبرینہ نے اس سے پوچھ لیا,

"ہاں بولو! کیا ضروری بات کرنی تھی جو اس طرح ارجنٹلی یہاں لے کر آئے ہو؟"

جواب میں اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا,

"تمہیں دیکھ کے میں ساری باتیں بھول جاتا ہوں."

اس کے انداز پہ وہ زور سے ہنس پڑی جیسے یہ تعریف تو اس کا حق ہے وہ اسے اپنی روشن آنکھوں کے حصار میں لئے ہوئے تھا کچھ دیر بعد اس کی ہنسی رکی اور اس نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا,

"اوہو صائم ہمدانی صاحب ڈائیلاگ بول رہے ہیں."

صائم نے اس کو گھور کے دیکھا اور کہا, "تم کو میری سچی محبت ڈائیلاگ لگ رہی ہے لگتا ہے تمہاری ایکٹنگ بند کروانی پڑیگی."

اس نے مذاق میں یہ بات کہی تھی مگر وہ جو شرارت سے مسکراتے ہوئے اپنی مدہوش کن آنکھوں اور خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی وہی خوبصورت مسکراہٹ سمٹنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا اور وہ کہہ رہی تھی،

www.neweramagazine.com

"سبرینہ کبیر کو کوئی کنڑول کرے ایسا کبھی ہوا نہیں اور تم تو یہ کبھی سوچنا بھی مت."

وہ یہ سب کہہ رہی تھی جب کہ صائم اس کا انداز دیکھ کے حیران ہوا پھر اس کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا مگر وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر رسانیت سے بولا, "سبرینہ میں صرف مذاق کر رہا تھا."

مگر وہ تب بھی تنے تنے نقوش اور تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی کچھ دیر بعد اس نے اپنے تنے ہوئے نقوش کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور گہرا سانس لیکر اپنی حالت پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی جب وہ کچھ بہتر ہوئی تو صائم نے اس سے پوچھا,

"آر یو آل رائٹ!"

لہجے میں تشویش تھی سبرینہ نے کسی حد تک اپنے طیش پہ قابو پا لیا تھا اسی لئے اثبات میں سر ہلایا اور کہا,

"صائم! مجھے آیندہ ڈکٹیٹ مت کرنا کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کیوں کہ اس کی اجازت تو میں نے اپنے پیرنٹس کو بھی نہیں دی."

کہتے ہوئے اس نے صائم کی آنکھوں میں دیکھا جہاں حیرانی کے رنگ واضح تھے مگر

اب انکی جگہ ناگواری نے لے لی تھی. مگر سبرینہ وہ سب کہہ کر اپنے شائنی بال جھٹکتے ہوے نخوت سے بولی,

"اب کہو کیا بات ہے؟"

لہجہ بے نیاز تھا جو اس کی شخصیت کا خاصا تھا صائم کے لئے اس کا رویہ شاکنگ ہی تھا کہ اس کی ذات کا یہ پہلو اسے چاند میں لگے داغ کی طرح محسوس ہو رہا تھا مگر وہ اس جگہ کوئی سین کریٹ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے تحمل سے بولا,

"میں سوچ رہا ہوں کہ تم کو اپنی فیملی سے ملواؤں اسی سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہ رہا تھا."

جواب میں اس کی خوبصورت آنکھوں میں حیرانی کے رنگ چھلکے پھر ان میں استہزائیہ رنگ چھا گئے اور وہ ایک بار پھر زور سے ہنس پڑی عجیب استہزایہ سی ہنسی تھی صائم کو بھی غصّہ تو آیا مگر پی گیا جب کہ وہ بمشکل اپنی ہنسی پہ قابو پا کر بولی,

"صائم یہ کون سا طریقہ ہے یہ بات بتانے کا اتنی فضول جگہ پہ تم مجھے یہ بات بتانے لائے ہو کم از کم اپنے اور میرے اسٹینڈرڈ کا ہی خیال کر لیتے."

اس کا انداز سراسر تضحیک اڑانے والا تھا. صائم کو برا تو لگا مگر وہ اس کے مزاج کو بھی کچھ کچھ سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے بمشکل اپنا موڈ بحال کرتے ہوے کہا,

''اوہ! مائی بیڈ! تمہارا موڈ خراب ہونا جائز ہے. غلطی میری ہی ہے جو اتنی اہم بات کرنے کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا مگر میں کیا کرتا مناہل کہ کہنے پر میں اتنا ایکسائیٹڈ ہو گیا کہ سوچا فورا "تم سے یہ بات شیئر کر لوں."

مناہل کے ذکر پہ سبرینہ نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا اور کہا,

''وہاٹ ڈو یو مین مناہل کہ کہنے پر؟''

اور وہ جو اپنی دھن میں اس سے اپنے دل کی بات شیئر کر رہا تھا ایک دم چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا پھر رک رک کر اور سنبھل سنبھل کر کہنے لگا,

''ہاں اسی نے توجہ دلائی ہے ورنہ میں تو بہت کیئر لیس ہوں اور وہ بہت سمجھدار."

کہتے ہوے اس کے عنابی مائل ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی اور روشن آنکھیں کسی خیال کے تحت مزید جگمگانے لگیں. جب کہ اس کی باتوں سے زیادہ مناہل کے لئے اس کے احساسات سے سبرینہ نے جو معنی اخذ کیئے وہ اسے غصّہ دلانے کے لئے کافی تھے

ویسے بھی وہ کافی دنوں سے یہ نام پورے ڈیپارٹمنٹ میں گردش کرتا ہوا سن رہی تھی جو اساتذہ کے لئے باعث فخر تھا اور کئی اسٹوڈنٹس کے لئے انسپریشن تھا اور وہ جو اپنے آپ سے زیادہ کسی کو کچھ سمجھتی نہیں تھی یہ کیسے برداشت کر لیتی کہ کسی اور کو اس سے زیادہ اہمیت ملے اسی لئے اس وقت اس نام کی تکرار پہ وہ غصّے میں آ گئی اور اپنے طیش پہ قابو پائے بغیر بولی,

"مطلب گھر والوں سے ملوانے کا آئیڈیا مناہل کا تھا؟ صائم ایک بات تم میری سن لو مجھے تم اچھے لگتے ہو اور میں جب بھی شادی کا فیصلہ کروں اس وقت تم میری پہلی چوائس ہو گے مگر میرا زندگی گذارنے کا ایک کرائٹیریا ہے جس میں میں کسی کی انٹرفیرنس برداشت نہیں کرتی اور جہاں تک رہ گیا مناہل کا سوال تو جب وہ ابھی اتنا انٹرفیر کر رہی ہے تو بعد میں کیا کریگی؟"

اس نے بنا کوئی لگی لپٹی رکھے نہایت بد تمیزی سے مناہل کو اس سارے معاملے میں بری طرح گھسیٹ لیا اور یہیں آ کر صائم کی برداشت جواب دے گئی. وہ خاصے طیش میں چیئر پہ سے کھڑا ہوا اور اپنی ہتھیلیاں ٹیبل پہ جما کے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چبا چبا کے بولا,

"جیسا تم سمجھ رہی ہو ایسا نہیں ہے اور میں بھی تمہاری طرح کسی کو ایکسکیوز نہیں دیتا اور جہاں تک مناہل کا سوال ہے وہ بالکل بھی انٹرفیرنس نہیں کر رہی حالاں کہ اس کو پورا حق ہے مگر وہ پھر بھی ایسا نہیں کر رہی."

وہ بول نہیں رہا تھا غرّا رہا تھا اور روشن آنکھوں سے جیسے چنگاریاں نکل رہیں تھیں گو اسٹوڈنٹس کی موجودگی کے باعث آواز دھیمی تھی مگر اس کے چہرے سے اس کے غصّے کا اندازہ ہو رہا تھا جب کہ وہ اندر ہی اندر کھولتے ہوئے اس کی بات سن رہی تھی نجانے کیا بات تھی اس وقت اسے صائم کے غصّے سے خوف محسوس ہوا تھا اسی لئے وہ خاموش رہنے پر مجبور تھی. وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس سے مخاطب تھا,

"جس طرح تمہیں عادت نہیں ہے کہ کوئی تمہارے معاملے میں بولے اسی طرح مجھے بھی عادت نہیں ہے کہ کوئی مجھ سے متعلق رشتوں کی انسلٹ کرے اس لئے آئندہ سوچ سمجھ کے بولنا انفیکٹ آئندہ بولنا کیا ہمیں تو اپنے فیوچر کے بارے میں ابھی سے سوچ لینا چاہیے کہ ابھی سے اتنے کلیشیز ہیں تو آئندہ کیا ہو گا اسی حساب سے فیصلہ لینا چاہیے. ٹھیک کہ رہا ہوں نہ میں؟"

وہ اس کی سمت جھکے جھکے اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جب وہ کچھ نہ

بولی تو وہ اسی ٹون میں بولا,

''سوچ لینا اس بارے میں."

کہتا ہوا وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہاں سے پلٹ کے نکلتا چلا گیا.

وہ لائبرری میں تھی اور ورڈز ورتھ کی شاعری سے متعلق کتاب ڈھونڈنے میں مصروف تھی تاکہ نوٹس بنائے جا سکیں کہ علوینہ اس کو ڈھونڈتی ہوئی وہیں آ گئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا,

''تم یہاں ہو میں کب سے تم کو ڈھونڈ رہی ہوں."

اس کے مخاطب کرنے پر وہ مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی اور کہا،

''ایسا کیا ہو گیا جو مس علوینہ مجھے اس طرح پوری یونیورسٹی میں ڈھونڈ رہی ہیں."

جواب میں علوینہ نے منہ بنا کے اپنی ستواں ناک چڑھائی اور کہا,

''ابھی تو کچھ نہیں ہوا مگر تم اگر اس طرح لاپرواہی دکھاتی رہیں تو ضرور کچھ نہ کچھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو جاے گا."

اس بات پہ مناہل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر بمشکل مسکراہٹ ضبط کی مگر ہونٹوں کے کناروں سے مسکراہٹ چھلکی پڑ رہی تھی جو اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی وہ اسی تاثر کے زیر اثر بولی,

"اللہ خیر کرے آج میڈم علوینہ کا موڈ کیوں آف ہے."علوینہ نے مزید ٹائم ضائع نہیں کیا صاف بتا دیا,

"ابھی میں نے صائم کو دیکھا تھا."

جواب میں مناہل نے کندھے اچکا دیے اور سوالیہ انداز میں اس کو دیکھا تو وہ چڑ کے بولی,

"وہ سبرینہ سے ملنے آیا تھا."

اس کی بات پہ مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا مگر وہ کوئی بھی تاثر دیے بغیر کتاب کی سمت متوجہ ہوتے ہوے کہنے لگی,

"تو کیا ہوا دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو ایک دوسرے سے ملنے میں کیا حرج ہے."مگر علوینہ اس کی بات سے متاثر ہوے بغیر بولی,

"پسند تو تم بھی اسے کرتی ہو."

اس بات پہ مناہل کے دل پر چوٹ سی لگی اور درد سے آنکھیں نم ہو گیئں. وہ کوئی جواب نہ دے سکی جب کہ علوینہ نے اس کا رخ اپنی طرف موڑ دیا مگر اس کی بھیگی پلکوں والی خوبصورت آنکھیں اس کو بھی اداس کر گیئں وہ اسے مخاطب کرتے ہوے کہنے لگی,

"تم کیوں اپنے ساتھ ایسا کر رہی ہو؟"

اس سوال پر مناہل نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی سمت سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ اداسی سے کہنے لگی,

"تم صائم کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ تم اس سے محبت کرتی ہو."

اس بات پر مناہل کے خوبصورت چہرے پر خوف کے آثار چھا گئے اور وہ نفی میں سر ہلاتے ہوے خوف کے عالم میں بولی،

"نہ.. نہنہیں! علوینہ پلیز میں ایسا نہیں کر سکتی."

کہتے ہوے اس کا لہجہ روہانسا سا ہو گیا جب کہ علوینہ جوش سے بولی,

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''تم نہیں کہہ سکتیں تو میں بات کرتی ہوں اس سے اور...."

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ مناہل نے گھبرا کے اسکا ہاتھ تھام لیا جیسے وہ ابھی جا کر صائم کو سب بتا دیگی. علوینہ نے اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ بولی, ''کیا تم چاہتی ہو کہ میری عزت نفس داؤ پہ لگ جائے؟''علوینہ کی آنکھوں میں حیرانی چھلکی اور وہ بات آگے بڑھاتے ہوے کہنے لگی,

''کہتے ہیں محبت اعزاز کی صورت ملے تو سر آنکھوں پر قبول کرنی چاہیے مگر خیرات کی صورت نہیں جب کہ اس محبت کا صائم کو احساس ہی نہیں ہے تو زبردستی احساس دلا کر ملیگا بھی کیا؟ کیا وہ محبت قابل قبول ہو گی جو زبردستی حاصل کی جائے. نہیں! اور پھر میری اپنی عزت اپنی نظروں میں کیا رہ جائے گی کیونکہ صائم نے تو ہمیشہ مجھے اپنا اچھا دوست مانا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں تو پلیز تم بھی یہ سب بھلا دو."

علوینہ نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا,

''ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کہوں گی مگر میری ایک شرط ہے."

مناہل نے اپنی نم آنکھیں پوچھتے ہوے کہا,

"کیسی شرط؟"

علوینہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا,"

"کہ تم اس کی وجہ سے اداس نہیں ہو گی."

مناہل اس کی بات پہ مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا,علوینہ خوش ہوتے ہوئے بولی,

"دیٹس لائک آ گڈ گرل."

اس بات پہ وہ کھل کے مسکرائی اور علوینہ نے اس کو گلے لگا لیا.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سب بری طرح مصروف ہو گئے کہ امتحانوں کی ڈیٹ آ گئی تھی. صائم, شہیر اور زین کا لاسٹ ایئر تھا تو ان تینوں پر تو اور ہی دھن سوار تھی کہ کچھ کر کے دکھانا ہے, استادزہ کو بھی ان تینوں سے خاصی امیدیں وابستہ تھیں. اسی حساب سے وہ تینوں ہی مصروف تھے خوب زور و شور سے پڑھائی ہو رہی تھی. مناہل اور علوینہ بھی اسی حساب سے مصروف تھیں اس دن کے بعد سے مناہل نے صائم سے کوئی بات نہیں کی تھی.

ماما فکرمند تھیں اور انھوں نے اپنی پریشانی کا ذکر جنید ہمدانی سے بھی کیا تھا مگر انھوں نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی تھی کہ, "یونیورسٹی میں پڑھتی ہو گی, انسان کو اتنا نیرو مائنڈڈ بھی نہیں ہونا چاہیے." اور وہ ان کے جواب پہ دل مسوس کے رہ گئیں تھیں.

جنید ہمدانی نے تو ان کے خدشات کو بے بنیاد قرار دے دیا تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو وہموں میں گھرا رہتا تھا مگر سوائے اپنے معاملات کو تقدیر کے حوالے کرنے کے ان کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا اور وہ یہی کر رہیں تھیں. اور جہاں تک رہ گیا صائم کا سوال وہ آج کل اتنا بزی رہتا تھا کہ اس سے بات کرنے کا ٹائم نہیں مل رہا تھا جب کہ سبرینہ نے بھی اس کو اپنے حال پے چھوڑ دیا تھا کہ اس کو کسی کی منّت کرنے کی عادت نہیں تھی اسی حساب سے آج کل مکمل خاموشی اور یکسوئی تھی.

وہ لاسٹ پیپر دے کر کلاس سے باہر نکلا تھا سب ہی مطمئین اور خوش تھے کہ پیپر امید سے زیادہ اچھا ہوا تھا سب ہی ایک دوسرے سے پیپر ڈسکسس کرتے پارکنگ کی سمت جا رہے تھے وہ بھی شہیر اور زین سے باتیں کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جب اسے

وہ اپنی بائیک کے نزدیک کھڑی نظر آگئی ہمیشہ کی طرح فریش اور خوبصورت لگ رہی تھی ریڈ کلر کا ٹاپ اور وائٹ ٹراوزرز کے ساتھ ریڈ ہائی ہیلز سینڈلز پہنے لیئر کٹنگ بالوں کو کھلا چھوڑے کانوں میں گولڈ کے بڑے بڑے ایر رنگز ڈالے جو اس کے فیس کٹ کے حساب سے اس پر بیحد سوٹ کر رہے تھے ڈے ٹائم کے حساب سے میک اپ کیئے وہ ہمیشہ کی طرح حسین اور طرح دار لگ رہی تھی۔ صائم کے دل نے اسے دیکھ کر ایک بیٹ مس کی جب کہ وہ اپنی مخصوص قاتل مسکراہٹ کے ساتھ اس سمت آگئی جہاں وہ شہیر اور زین کے ساتھ کھڑا تھا۔ شہیر نے ایک نظر سبرینہ پہ ڈالی اور صائم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا،

''اوکے صائم! ہم لوگ چلتے ہیں پھر جو بھی پلان ہو بتا دینا۔''

صائم نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلایا جب کہ زین اور شہیر اسے بائے بولتے وہاں سے چلے گئے۔ صائم نے ایک گہرا سانس لیا مگر اس کی سمت دیکھا نہیں جب وہ کچھ نہ بولا تو سبرینہ نے آگے بڑھ کے اسکا بازو تھام لیا اور لگاوٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا،

''کیا اب تک ناراض ہو؟''

اس سوال پر صائم نے مایوس نظروں سے اسے دیکھا تو وہ محبت سے بولی،

''اچھا میں مانتی ہوں میں اس دن اوورری ایکٹ کر گئی مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم وہ سب بھلا دو اور ہم دوبارہ سے اچھے دوست بن جائیں."

وہ پرامید نظروں اور لگاوٹ بھرے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی. وہ تب بھی خاموش رہا تو وہ کہنے لگی,

''صائم ایسی بھی کیا ناراضگی کہ تم مجھ سے بات کرنا تو دور میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے آخر ایک موقع تو مجرم کو بھی صفائی کا دیا جاتا ہے."

کہتے کہتے اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور لہجہ روہانسا سا ہو گیا. اس انداز پر صائم کا دل ڈگمگا گیا وہ کسی کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا خاص طور پہ خواتین کی آنکھ میں اسی لئے گھر میں بھی اس کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ماما, دادو, بھابھی یا مناہل ہرٹ نہ ہوں, مناہل کو تنگ کر کے اسے مزہ آتا تھا مگر وہ بچپن کی بات تھی جب وہ اس کے تنگ کرنے پہ روتی تو وہ انجوئے کرتا تھا مگر اب ایسا نہیں تھا. تبھی سبرینہ کا لہجہ اور نم آنکھیں اسے بے چین کر گئیں اور اس نے اسے ٹوک دیا,

''سبرینہ رونا بند کرو."

سبرینہ نے نفی میں سر ہلایا اور کہا,

"پہلے تم کہو تم نے مجھے معاف کر دیا مجھے احساس ہوا کہ میں نے اس دن ٹھیک نہیں کیا مگر اس کے پیچھے بھی ایک ریزن ہے. میں ۸ سال کی تھی جب میرے ڈیڈ نے سیکنڈ میرج کر لی وجہ تو یہی تھی کی میری مام کی ڈیتھ کی وجہ سے مجھے ٹیک کیئر کی ضرورت تھی مگر میری سٹیپ مام نے کبھی میرا خیال نہیں کیا وہ میرے ڈیڈ کی وائف تو تھیں مگر میری ماں نہ بن سکیں. مجھے ہمیشہ ابیوز کیا انہوں نے جب کہ میں نے ہمیشہ ان کی ریسپیکٹ کی مگر ان کو میرا خیال نہیں آیا بس وہیں سے میرے اندر یہ عادت آ گئی کہ بس اپنی منوانی ہے میرے اگے کوئی اور نہیں ہے پھر میں جب پاکستان آئی تو یہاں مجھے تم ملے, مجھے تمہاری آنکھوں اور مسکراہٹ نے بیحد اٹریکٹ کیا. تم کو پتہ ہے تم جب مسکراتے ہو تو تمہاری آنکھیں بھی مسکراتی ہیں تب میں نے سوچا کہ صائم بھی تو ہے یہ بھی تو ہر بات پہ خوش رہتا ہے تو اگر ایسا شخص میری لائف میں ہو تو وہ مجھے بھی خوش رہنا سکھا دے گا بس اسی لئے میں تمہاری طرف متوجہ ہوئی پھر کب تم مجھے اچھے لگے اور کب میں نے تم کو پسند کیا مجھے پتہ ہی نہیں چلا."

وہ آہستگی سے اس کے مضبوط شانے پر سر ٹیکے بول رہی تھی صائم نے اس کی پوری

بات تحمل سے سنی تھی, اس کے بچپن کا سن کر اسے افسوس ہوا معاف تو وہ اسے پہلے ہی کر چکا تھا اسی لئے ایک گہرا سانس لیکر کہنے لگا,

"اٹس اوکے ! تم کو احساس ہو گیا یہی کافی ہے."

کہتے ہوئے اس کا چہرہ اونچا کیا وہ ایک دم خوش ہو گئی جس کا ثبوت اس کی چمکتی آنکھیں اور قاتل مسکراہٹ تھیں اور وہ اسی خوشی کے زیر اثر پوچھ رہی تھی,

"تم مجھے اپنی فیملی سے کب ملواؤ گے."

کہتے ہوئے اس کی سمت دیکھا وہ اس کے انداز پہ مسکرایا اور کہا,

"جلد ہی تم کو فائنل کر کے بتادوں گا."

اس کی بات پہ وہ کھل کے مسکرائی اور واپس اس کے شانے پے سر ٹکا دیا.

آج بڑے دن بعد وہ ریلیکس فیل کر رہی تھی کہ آج پیپرز بھی ختم ہو گئے تھے اور اسی لئے بھابھی نے ڈنر پر خاصا اہتمام کر لیا تھا. ابھی کھانا سرو ہی ہوا تھا جب خوش باش سا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صائم بھی آگیا ماما نے اسے دیکھا اور اسے بھی بلا لیا،

"آ گئے صائم! آجاؤ کھانا کھا لو تم بھی."

وہ ہاتھ دھو کر خود بھی وہیں آگیا تبھی دائم بھائی شرارت سے بولے,

"ویسے بھی تمہاری بھابھی نے خاصا اہتمام کیا ہے." صائم نے جواب میں خوشدلی سے پوچھا,

"کیوں؟ کوئی خاص وجہ."

اس سے پہلے بھابھی جواب دیتیں دائم بھائی ہی شرارت سے کہنے لگے,

"ایگزمز مناہل کے ختم ہوئے ہیں اور خوش تمہاری بھابھی ہو رہی ہیں."

ان کے شرارتی انداز پر بھابھی جھینپ گئیں جب کہ باقی سب ہنس پڑے. خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا پھر سب لاونج میں جا کر بیٹھ گئے جب کہ بابا کی فرمائش پر مناہل کچن میں کافی بنانے آ گئی. وہ کافی بنا رہی تھی جب دروازے پہ آہٹ محسوس کر کے پلٹی اور دروازے کے چوکھٹ میں ٹیک لگائے صائم کو کھڑے دیکھ کر چونکی اور مسکرا کے پوچھا,

''کچھ چاہیے؟''

جواب میں اس نے کہا,

''نہیں کچھ نہیں."

وہ مگ میں کریم پھینٹتے ہوئے بولی,

''پھر کیا بات ہے؟''

صائم نے اندر آ کر اس کے ہاتھ سے مگ لے کر کاؤنٹر پہ رکھا اور کہا,

''تم یہ سب چھوڑو اور میرے ساتھ آؤ."

کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر کچن سے باہر لے آیا. وہ اس کے اس طرح لیکر آنے پر

حیران سی ہی اور کہا,''اوہو! کیا ہوا ہے؟ کہاں لیکر جا رہے ہیں مجھے؟''

صائم نے رک کر اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا,

''یار مناہل! ایک تم ہی ہو جو میری ہیلپ کر سکتی ہو."

وہ پریشان سی ہو کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی," صائم! میرا دل گھبرا رہا ہے, کیا ہوا

ہے؟ کس سلسلے میں آپ کو میری ہیلپ چاہیے."

اس نے ایک ساتھ کئی سوالات کر ڈالے جب کہ اس نے جواب میں کہا,

"اوہو! تم بھی نہ ذرا ذرا سی باتوں پر پریشان ہو جاتی ہو."

مناہل نے پوری آنکھیں وا کر کے اسے دیکھا جب کہ وہ کہہ رہا تھا,

"یار تم نے ہی تو کہا تھا کہ گھر والوں کو سبرینہ کے بارے میں بتا دوں."

وہ سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی, وہ بات بڑھاتے ہوئے بولا,

"ارے یار تم ایک تم ہی ہو جو ماما اور ڈیڈ سے بات کر سکتی ہو اس سلسلے میں."

مناہل نے گھبرا کے اسے دیکھا اور کہا,

"نن. نہیں! مم.... میں کیسے؟"

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ صائم منّت کرتے ہوئے کہنے لگا,

"پلیز یار مناہل! صرف تم ہی ہو جو یہ بات ان دونوں سے کر سکتی ہو."

ابھی مزید وہ دونوں کچھ کہتے کہ بابا کی آواز پہ دونوں ہی چونک پڑے وہ کہہ رہے تھے,

"کیا بحث ہو رہی ہے بھئی آپ دونوں میں؟"

ان کی بارعب آواز پہ وہ دونوں ہی گھبرا کے مڑے وہ سامنے صوفے پہ بیٹھے انہی دونوں کو دیکھ رہے تھے. صائم نے دھیمی آواز میں مناہل کو مخاطب کیا اور کہا,"

"مناہل! یار پلیز!"

جواب میں وہ اس کو گھبرائے ہوئے انداز میں دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی صائم نے اب کہ آنکھوں کے ساتھ ہاتھوں سے بھی منّت کی تو وہ دل کڑا کر کے ہال کے دروازے سے اندر آ گئی. سب وہیں تھے اور اس کی سمت ہی متوجہ تھے وہ شاید کچھ بول نہ پاتی اگر جو بابا اسے ڈائریکٹ مخاطب نہ کر لیتے,

"ہاں بھئی کس بات پہ بحث ہو رہی ہے؟"

انھوں نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھا تو اس سے پوچھ لیا, وہ اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے سنبھل کے بولی, "وہ بابا میں اور صائم سوچ رہے تھے کہ ایگزیمز ختم ہو گئے ہیں تو کیوں نہ اس ویکینڈ پر ایک پکنک رکھ لی جائے."

بات کرتے ہوئے رخ موڑ کے صائم کی سمت دیکھا جس نے تھمبس اپ کا اشارہ کیا تھا

اس کا مطلب تھا کہ وہ صحیح ٹریک پہ ہے. اس نے پھر بابا کی سمت دیکھا جو کہ رہے تھے,

"تو اس میں کیا مشکل ہے اس ویکینڈ پہ رکھ لیں آپ لوگ پکنک اچھا ہے آپ لوگ انجوے کر لیں گے."

اس آئیڈیا پہ سب سے زیادہ گھومنے پھرنے کی شوقین نگین بھابھی سب سے زیادہ خوش ہو گئیں اور کہا,

"یہ ٹھیک ہے ڈیڈی! موسم بھی بہت اچھا ہو رہا ہے بس اسی ویکینڈ پہ چلتے ہیں کیوں دائم؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساتھ ہی دائم بھائی کو بھی شامل کر لیا, وہ ہمیشہ کی طرح خوشدلی سے جواب دیتے ہوئے کہنے لگے جو ان کی شخصیت کا خاصا تھا,

"میں نے کبھی تمہیں نہ بولا ہے؟"

ان کی بات پہ بھابھی مسکرا دیں. جب کہ بابا جو کتاب کی طرف متوجہ ہونے جا رہے تھے مناہل کو وہیں کھڑا دیکھ کر پوچھ بیٹھے,

"کیا بات ہے مناہل بیٹا! کیا کچھ اور بھی کہنا ہے؟"

اس نے ان کی بات کے جواب میں ہمت جمع کرتے ہوئے کہا,"وہ.. بابا.. وہ اصل میں میں اور صائم اپنے فرینڈز کو بھی انوائٹ کرنا چاہتے ہیں."

اس کے انداز پہ سب ہی مسکرا دیے جب کہ ماما مسکراتے ہوئے کہنے لگیں,

''بیٹا یہ تو اور بھی اچھی بات ہے اور ویسے بھی علوینہ، شہیر اور زین تو گھر کے بچے ہیں."

مناہل نے اٹکتے ہوئے کہا,

''وہ ماما...وہ اصل میں صائم اپنی فرینڈ سبرینہ کو بھی انوائٹ کرنا چاہتا ہے."

بابا اور باقی سب نے چونک کر مناہل کے ساتھ کھڑے صائم کو دیکھا جو اس اثنا میں اس کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا. سب کی نظریں اس پہ ٹکی تھیں جب کہ بابا نے رسانیت سے پوچھا,

''یہ سبرینہ کون ہے؟"

سوال صائم سے تھا اور وہ دیکھ بھی اسی کو رہے تھے جب کہ باقی سب بھی اس کے جواب کے منتظر تھے. ماما کا دل ڈوب کے ابھرا جیسے ان کے خدشات سچ ثابت ہونے والے ہوں جب کہ وہ مضبوط لہجے اور صاف الفاظ میں کہہ رہا تھا,

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''سبرینہ اور میں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں."

ان الفاظ پر کمرے میں اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود سکوت چھا گیا.........جاری ہے

جاری ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews